



ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَاؤُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ

اللَّهُ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ ﴿١٠﴾

(المنافقون: 10)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں تو یہی ہیں جو گھٹا کھانے والے ہیں۔



فرمانِ خلیفہ وقت

توکل علی اللہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس آپ ﷺ نے سات یا آٹھ دینار رکھوائے۔ آخری بیماری میں فرمایا کہ عائشہ وہ سونا جو تمہارے پاس تھا کیا ہوا؟ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ وہ صدقہ کر دو۔ پھر حضرت عائشہؓ کسی کام میں مصروف ہو گئیں پھر آپ ﷺ کو جب دوبارہ ہوش آئی تو پوچھا کہ وہ صدقہ کر دیا؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ ابھی نہیں کیا۔ آپؐ نے ان کو بھیجا کہ جاؤ ابھی جاؤ اور میرے پاس لے کے آؤ۔ آپؐ نے وہ دینار منگوا کر اپنے ہاتھ پر رکھ کر گئے اور پھر فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب پر کیا توکل ہوا اگر خدا سے ملاقات اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دینار صدقہ کر دیئے لیکن آپؐ نے دوسروں کو یہ نصیحت فرمائی کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا نبی اور محبوب ہوں، یہ میرے ساتھ سلوک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر تم توکل بھی کرو لیکن اپنی اولاد کو فقر اور ابتلا سے بچانے کے لیے ان کے لیے اگر تمہارے پاس کوئی جائیداد ہے یا کوئی رقم ہے تو چھوڑ کر جاؤ۔ 1/3 حصہ سے زیادہ کی وصیت کی اجازت نہیں دی اور اللہ تعالیٰ نے اس لیے قرآن کریم میں تفصیل سے وراثت کا طریق بھی بتا دیا لیکن ساتھ ہی آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ابن آدم کے دل کی ہر وادی میں ایک گھاٹی ہوتی ہے۔ ہر انسان کے دل میں ایک گھاٹی ہے، ایک وادی ہے اور جس کا دل ان سب گھاٹیوں کے پیچھے لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کون سی وادی اس کی ہلاکت کا سبب بنتی ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اسے ان سب گھاٹیوں سے بچا لیتا ہے۔ پس اسلام دنیا کے کاموں کی بھی اجازت دیتا ہے لیکن رات دن صرف جائیدادیں بنانے اور دنیا کے کاموں میں مبتلا رہنے سے منع کرتا ہے اور بنیادی چیز جس کی طرف توجہ دلاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس پر توکل ہے اور جب یہ ہو تو دنیاوی مشکلات سے بھی انسان بچ جاتا ہے۔“

(اختتامی خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی مورخہ 7 جولائی 2019ء)

اس شمارہ میں

● حضرت مفتی محمد صادقؒ کا حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت

● روزنامہ الفضل۔ میری محبت۔ میرا مخدوم

● مسجد دارالسلام ساؤتھ آل یو کے کا افتتاح

● ہماری دینی درسگاہ۔ روزنامہ الفضل

● سلام اے اُم جاہد (نظم)



فرمانِ رسول ﷺ

ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جبریلؑ ہمیشہ مجھے پڑوسی سے حسن سلوک کی تاکید کرتا آرہا ہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں وہ اُسے وارث ہی نہ بنا دے۔ (بخاری کتاب الادب باب الوصایا بالجار)

جماعت احمدیہ کے مخلص اور دیرینہ خادم، سابق نائب ناظر ضیافت اور سابق نائب صدر مجلس انصار اللہ

محترم ملک منور احمد جاوید وفات پا گئے

(إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

فوج میں تھے ان کی ٹرانسفر مختلف شہروں میں ہوتی رہی اس لئے آپ کی ابتدائی تعلیم کے مراحل مختلف جگہوں پر طے ہوئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ آپ نے پہلی جماعت قادیان سے پاس کی، دوسری لاہور سے، تیسری جماعت پوناسے، چوتھی اور پانچویں لاہور سے، چھٹی جماعت رابرٹسن انجمن اسلامیہ ہائی اسکول جبل پور سے پاس کی جہاں آپ نے 380 ہندو، سکھ اور مسلمان طلباء میں ٹاپ کیا۔ ساتویں جماعت راولپنڈی سے، آٹھویں کراچی اور پھر نویں، دسویں لاہور سے پاس کی۔ میٹرک کے بعد کالج کی تعلیم بھی لاہور سے حاصل کی۔ سیکنڈ لیئر کے بعد خانگی حالات کی وجہ سے آپ کو تعلیم ترک کرنا پڑی اور سول سیکریٹریٹ میں ملازمت شروع کردی جہاں آپ 1956ء سے 1971ء تک سروس کرتے رہے۔ اس کے دوران ہی گریجوایشن اور سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی ایڈ کیا۔ 17 سال اس سروس کے بعد آپ نے 17 سال تک شیراز فیکٹری کے ساتھ کاروبار کیا۔ ان کی مینگو جوس کی بوتل سب سے پہلے آپ نے فروخت کی۔ جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر 1966ء سے جب تک سٹال لگے، آپ ہی کے ہوا کرتے تھے۔

آپ کی شادی 1968ء میں اپنی پھوپھی زاد محترمہ سلمیٰ جاوید سے ہوئی جو محترم صوفی حامد صاحب کی بیٹی اور حضرت حافظ صوفی غلام محمد صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے از 313 و مبلغ مارشس کی پوتی اور حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی ہیں

1968ء تا 1977ء آپ کو قائد ضلع اور قائد علاقہ لاہور

باقی صفحہ 2 پر

(لندن۔ مانیٹرنگ ڈیسک، نمائندہ خصوصی) احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ خبر دی جا رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کے مخلص، دیرینہ خادم، سابق نائب ناظر ضیافت صدر انجمن احمدیہ اور سابق نائب صدر مجلس انصار اللہ محترم ملک منور احمد جاوید مورخہ 22 فروری 2020ء بروز ہفتہ 9 بجے رات بھر 84 سال طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کافی عرصہ سے جگر کی تکلیف Liver Cirrhosis کی وجہ سے بیمار تھے۔ بیماری زیادہ ہونے کی وجہ سے گزشتہ 10 دن سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں داخل تھے۔

آپ کی نماز جنازہ مورخہ 25 فروری کو مسجد مبارک میں بعد نماز ظہر محترم سید خالد احمد شاہ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ کے قطعہ بزرگان میں تدفین کے بعد ناظر صاحب اعلیٰ نے ہی دعا کرائی۔ نماز جنازہ اور تدفین کے موقع پر احباب جماعت کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ خدام ربوہ نے بھی خوش اسلوبی سے مختلف جگہوں پر ڈیوٹی کے فرائض انجام دیئے۔ اس سے قبل صبح ساڑھے گیارہ بجے میت کو مورچری فضل عمر ہسپتال سے دارالضیافت لایا گیا جہاں ربوہ اور دُور و نزدیک کے شہروں سے تشریف لانے والے احباب کی کثیر تعداد نے آخری دیدار کیا۔ محترم ملک منور احمد جاوید کے والد محترم ملک مظفر احمد صدر موصیان مغل پورہ لاہور تھے۔ آپ کے دادا جان حضرت ڈاکٹر ظفر چودھری آف دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ، صحابی حضرت مسیح موعودؑ اور اسی طرح آپ کے نانا جان حضرت شیخ عبدالکریم بازید پور ضلع گورداسپور بھی صحابی حضرت مسیح موعودؑ تھے۔ دونوں بزرگوں نے حضرت اقدسؑ کے ہاتھ پر بیعت کی اور لمبا عرصہ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ محترم ملک صاحب مرحوم کے والد

خدا کی ایک قہری تجلی۔ عالمی جنگ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اگر ہم ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنا چھوڑ دیں گے تو ہمارا شمار بھی ان لوگوں میں ہوگا جو اعلیٰ اخلاقی اقدار اور معیار سے بے بہرہ ہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ ہماری بات سنی جاتی ہے یا کوئی اثر پیدا کرتی ہے یا نہیں، ہمیں قیام امن کی خاطر دوسروں کو نصائح کرتے رہنا ہو گا۔ لہذا میں آپ سب لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی تمام تر کوششیں صرف کر کے قیام امن کے لیے کوشش کریں تاکہ ہم امید کی کرن کو زندہ رکھ سکیں کیونکہ ایک وقت آئے گا جب دنیا کے تمام خطوں میں حقیقی امن اور انصاف قائم ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب انسانی کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں اس وقت خدا تعالیٰ اپنی تقدیر جاری کر کے بنی نوع انسان کی تقدیر کا فیصلہ کر دیتا ہے۔ قبل اس کے کہ خدا کی تقدیر حرکت میں آئے اور انسان حکم خدا کے ہاتھوں مجبور ہو کر لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو۔ بہتر ہو گا کہ دنیا کے لوگ خود ان اہم باتوں کی طرف توجہ کر لیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ پکڑنے پر آتا ہے تو اس کا قہر بنی نوع انسان کو انتہائی خوفناک اور بھیانک انداز میں پکڑتا ہے۔

آج کے دور میں خدا کی ایک قہری تجلی ایک عالمی جنگ کی صورت میں ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسی جنگ کے بد اثرات اور تباہی صرف ایک روایتی جنگ یا صرف موجودہ نسل تک ہی محدود نہیں رہیں گے۔ درحقیقت اس کے ہولناک نتائج آئندہ کئی نسلوں تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ ایسی جنگ کا المناک نتیجہ تو ان نو مولود بچوں کو بھگتنا پڑے گا جو اب یا آئندہ پیدا ہوں گے۔ جو ہتھیار آج موجود ہیں وہ اس قدر تباہ کن ہیں کہ ان کے نتیجے میں نسل بعد نسل بچوں کے جینیاتی یا جسمانی طور پر معذور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔“

(خطاب مورخہ 24 مارچ 2012ء بمقام طاہر ہال بیت الفتوح بر موقع نویں سالانہ امن کانفرنس)



فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

محترم ملک صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ کا تین خلفاء سلسلہ کے ساتھ گہرا تعلق رہا۔ خلافت کے مطیع، فرمانبردار اور ہر ارشاد پر پہلی فرصت میں عمل کرتے۔ آپ مالی قربانی اور چندوں کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ تحریک جدید - وقف جدید کے نئے سال کے اعلان کے ساتھ ہی ان کی کوشش ہوتی کہ سب سے پہلے چندے کی ادائیگی وہ کریں۔ ایک فارم پر اپنے اور اپنی فیملی کے علاوہ خاندان کے مرحومین کے نام بھی درج کرتے اور 20 سے 25 افراد کی طرف سے چندہ ادا کرتے۔ آپ کے پاس جو مدد کے لئے آتا تو کسی کو مایوس نہ کرتے ہر ایک کی پریشانی اور مسائل حل کرتے۔ کارکنان پر پابندی ہوتی کہ ان کے امدادی کاموں کے بارے میں کسی کو نہیں بتانا۔ پانچ وقت نماز کی ادائیگی کے خود بھی عادی تھے اور کارکنان کو بھی تلقین کرتے، ایک کارکن کی ڈیوٹی ہوتی کہ دارالضیافت میں پانچ وقت نمازوں کا اعلان اور صلے علی کرتا رہے۔ کارکنان سے باپ کی طرح سلوک کرتے، ان کی گھریلو پریشانیوں اور مسائل سے آگاہ رہتے اور حل کرنے کی کوشش کرتے۔ پنشن کی رقم کارکنان اور مستحقین میں تقسیم کر دیتے۔ مہمانوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے، ان کے آرام کا ہر ممکن خیال رکھتے کسی مہمان کو ناراض ہو کے نہیں جانے دیتے تھے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔ دارالضیافت میں آنے والے غیر از جماعت مہمانوں کو خود جا کے ملتے ان کو جماعت کا تعارف کراتے اور تبلیغ کرتے۔ بہت دعاگو اور ہمہ وقت ذکر الہی میں مصروف رہتے۔ بیت الکرامہ میں مقیم بزرگان کا خاص خیال رکھنا اور بروقت ان کی ضروریات پوری کرنا آپ کی عادت میں شامل تھا۔

آپ نے پسماندگان میں اپنی اہلیہ محترمہ سلمیٰ جاوید کے علاوہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے اس دیرینہ خادم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ درجات بلند کرتے ہوئے غریقِ رحمت فرمائے، نیز لواحقین کو صبر جمیل بخشے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ادارہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن اس دکھ کے موقع پر پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔ (رپورٹ: ابوسدید)

خدمات کا آغاز 1984ء میں ہوا اور یہ سلسلہ 31 سال تک جاری رہا۔ 1984ء تا 1994ء قائد تحریک جدید کے طور پر خدمت کی۔ آپ نے اس شعبہ میں منصوبہ بندی کے ساتھ کام کیا۔ مجالس اور اضلاع کی تجدید اور وسعت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے وعدہ جات لئے اور وصولی کا کام سرانجام دیا۔ اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وعدہ جات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ 1995ء تا 1997ء تین سال تک آپ نے بطور قائد تربیت کام کیا۔ دورہ جات کے دوران اپنی تقاریر میں تربیت سے متعلقہ واقعات اس رنگ میں بیان فرماتے کہ وہ تربیتی لحاظ سے دلوں پر اثر کرتے۔ انصار کو ذاتی نمونہ پیش کرنے کی تلقین کرتے۔ 1998ء تا 2008ء گیارہ سال آپ قائد اشاعت رہے۔ مجلس انصار اللہ کے اس شعبہ میں بھی آپ نے اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت محبت، لگن اور اخلاص کے ساتھ کام کیا۔ اس شعبہ کے تحت آپ نے کتب کی فروخت میں کما حقہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے اضلاع سے رابطے کئے، ان کو ٹارگٹ دیئے ان کتب کی فروخت کے لئے دورہ جات کئے۔ خطبہ جمعہ میں صحابہ حضرت مسیح موعود اور دیگر بزرگان دین کے واقعات دلکش انداز بیان کرتے اور یہ اعلان کرتے کہ یہ سارے واقعات اور ان کے علاوہ بے شمار واقعات باہر موجود کتابوں میں محفوظ ہیں، ہر کتاب خرید کر خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی سنائیں اور پڑھائیں، اس موثر تلقین و تحریک کے نتیجے میں جمعہ کے بعد سب کتب فروخت ہو جاتیں۔ اس طرح انہوں نے لاکھوں روپے کی بچت کی اور اپنا فریضہ احسن رنگ میں ادا کیا۔

آپ محترم چوہدری حمید اللہ، محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد اور محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد کے عہدہ صدارت میں دورہ کمیٹی کے صدر رہے۔ آپ ہر ماہ کے وسط میں دورہ کمیٹی کا اجلاس بلواتے اور اس میں اضلاع اور مجالس کے دورہ جات کی پلاننگ کرتے، ایک معین پروگرام بنا کر صدر مجلس کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کرتے۔ متعلقہ ناظمین علاقہ، اضلاع اور زعماء کو بذریعہ فون ہر اطلاع کرتے، وقت کا تعین کرتے اور پھر اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مسلسل کوشش کرتے۔ الغرض ایک مربوط پروگرام کے ذریعہ قائدین کا وفد اس رنگ میں روانہ ہوتا کہ راستہ میں اپنی مقررہ کردہ مجلس میں ان کو پہنچا کر گاڑی آگے روانہ ہوجاتی اس طرح زیادہ سے زیادہ مجالس سے رابطہ ہو جاتا۔ سالہا سال تک آپ اس خدمت کو بطریق احسن سرانجام دیتے رہے۔ 2009ء تا 2014ء چھ سال تک آپ نائب صدر مجلس انصار اللہ پاکستان رہے، اس طرح آپ مسلسل 31 سال تک مجلس انصار اللہ پاکستان کی عاملہ کے رکن رہے۔ اس دوران صدر مجلس کی طرف سے آپ کے ذمہ دیکھی انسانیت کے کاموں کی سرانجام دہی کے لئے عطیات کے حصول کا کام سپرد کیا گیا۔ قیادت ایثار کے تحت مختلف علاقوں میں لگائے جانے والے میڈیکل ٹیمپس کے اخراجات کے لئے کثیر رقم کی صورت میں عطیات جمع کر کے فراہم کئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان خدمات کو قبول

بقیہ از صفحہ 1۔ وفات محترم ملک منور جاوید

خدمت کی توفیق ملی۔ ان دنوں آپ کو حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان کے قریب رہنے اور فیضیاب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت چوہدری صاحب نے آپ سے فرمایا کہ میری کونجی میں نماز عصر کے بعد نوجوانوں کی ایک کلاس کا انتظام کریں، میں سادہ نماز صحیح تلفظ کے ساتھ ان کو یاد کرانی چاہتا ہوں۔ محترم ملک صاحب بتایا کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ دوہرائی ہوئی نماز آج بھی مجھے صحیح تلفظ کے ساتھ یاد ہے۔

پاکستان میں 1973ء کو آنے والے سیلاب کی وجہ سے ملک میں بہت تباہی ہو گئی۔ محترم ملک صاحب نے احباب جماعت کے ساتھ مل کے مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کی طرف سے سیلاب زدگان کی امداد کے سلسلہ میں بہت تاریخی خدمات ادا کرنے کی توفیق پائی۔ آپ نے بطور قائد ضلع لاہور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ان خدمات کی رپورٹ بھجوائی۔ اس پر حضورؒ کی طرف سے خوشنودی کا خط موصول ہوا، اس میں حضورؒ نے فرمایا:

”الحمد للہ آپ کو بہتر خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ احسن جزا دے۔ سب خدام بیٹوں کو میرا سلام پہنچا دیں۔ میری دعائیں ان کے ساتھ ہیں وہ ہمت سے کام لیں اور ضرورت کی آخری گھڑی تک اپنی اپنی ذمہ داری کو نبھاتے چلے جائیں۔“

(روزنامہ الفضل مورخہ 14 ستمبر 1973ء)

جب آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع 1982ء کے موقع پر وقت زندگی کے موضوع پر خطاب سن رہے تھے تو آپ کی توجہ اپنی زندگی وقف کرنے کی طرف مبذول ہوئی۔ آپ نے وقف کی درخواست حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کی تو حضور نے مورخہ 18 اگست 1983ء کو آپ کا وقف منظور فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ”آپ اپنے کام سمیٹ کر بے شک آجائیں۔“ اس کے بعد آپ بمعہ فیملی لاہور سے ربوہ شفٹ ہو گئے۔ آپ کو نائب وکیل صنعت و تجارت بنا دیا گیا۔ کچھ عرصہ مینیجر ریویو آف ریلیجنز رہے، اس پر پابندی کے بعد 1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے آپ کو معاون ناظر دارالضیافت مقرر فرمایا۔ 1987ء میں آپ کو نائب ناظر دارالضیافت بنا دیا گیا۔ تیس سال تک اس عہدہ جلیلہ پر خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ جولائی 2016ء میں ریٹائر ہوئے۔ 1990ء میں کفالت یکصد یتامی کمیٹی کے پہلے سیکریٹری مقرر ہوئے اور تقریباً 20 سال تک اس شعبہ میں غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ علی مزاج کے مالک تھے۔ سیرت کی کتابوں خاص طور پر اصحاب احمد کی جلدوں کا مطالعہ آپ کا شوق تھا۔ انہی میں سے چنیدہ واقعات بیان کر کے اپنی تقاریر کو موثر بناتے تھے۔ روزنامہ الفضل میں آپ کے کئی مضامین شائع ہوئے۔

محترم ملک منور جاوید کی مجلس انصار اللہ پاکستان میں

حضرت مفتی محمد صادقؒ کا حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت

عرصہ قیام لاہور

بیعت کے بعد حضرت مفتی محمد صادقؒ اپنی ملازمت پر واپس جوں گئے تو حضرت حکیم مولانا نور الدینؒ نے حضرت اقدسؒ کے بارے میں چھوٹی چھوٹی تفصیل پوچھی اور بہت دلچسپی کا اظہار کیا جس سے آپؒ کے دل میں یہ تحریک ہوئی کہ دیگر احباب کو بھی اسی قدر دلچسپی ہوگی۔ چنانچہ آپؒ کو یہ لگن لگ گئی کہ جو کچھ دیکھیں باریک بینی سے دیکھیں اور نوٹ کر لیں پھر تفصیل سے دوسروں کو آگاہ کریں چنانچہ آپؒ نے نوٹ لینے اور دور و نزدیک شہروں بلکہ ملکوں تک حالات لکھ کر بھیجنے شروع کر دئے اسی شوق اور لگن نے بعد میں اخبار ”الحکم“ ”بدر“ کے سلسلوں اور ”ذکر حبیب“ کی طرف رہنمائی کی۔ یہ شوق وقت کے ساتھ بڑھتا گیا۔

وہ قصیدہ میں کروں وصفِ مسیحا میں رقم جولائی 1899ء میں ایک معزز افسر قادیان آ کر حضرت اقدس علیہ السلام سے ملے۔ آپؒ نے اس مہمان اور دوسرے احباب کو مخاطب کر کے مختصر خطاب فرمایا۔ حضرت مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں۔

”یہ گفتگو ایسی مفید اور کارآمد باتوں پر مشتمل تھی کہ میں نے اکثر فقروں کو اپنی عادت کے موافق اُسی وقت اپنی نوٹ بک میں جمع کیا اور بعد میں مجھے خیال آیا کہ بذریعہ اخبار ”الحکم“ میں دوسرے احباب کو بھی اس پُر لطف تقریر کے مضمون سے حظ اُٹھانے کا موقع دوں۔ لہذا ان فقرات کی مدد سے اپنی یادداشت کے ذریعہ میں نے مفصل ذیل عبارت ترتیب دی ہے۔“

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 206)

آپؒ کے اس مفید شوق سے حضرت اقدس علیہ السلام کے فرمودات محفوظ ہوتے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تحریر پر قدرت عطا فرمائی تھی۔ خوبی سے قلم بند یہ خزانہ آئندہ نسلوں پر ایک احسان عظیم ثابت ہوا۔ حضرت اقدسؒ کے شب و روز معمولات طعام، معمولات سفر اور معمولات سیر غرضیکہ ہر لمحہ آپؒ کی مشاق نگاہوں سے دل میں اُتر جاتا اور مشاق قلم سے صفحہ قرطاس پر کندہ ہو جاتا۔ نوٹس لینے کا شوق کس قدر سودمند تھا اس کے بارے میں تحریر کیا۔

”1890ء کا آخر یا 1891ء کا ابتداء تھا جب مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست بیعت ہونے اور آپؒ کی غلامی میں شامل ہونے کا فخر حاصل ہے تب سے ہمیشہ میری یہ عادت رہی ہے کہ آپؒ کے مقدس کلمات کو نوٹ کرتا اور لکھ لیتا اور اپنی پاکٹ بکوں میں جمع کرتا اور اپنے مہربانوں اور دوستوں کو کشمیر، کپور تھلہ، انبالہ، لاہور، سیالکوٹ، افریقہ، لندن روانہ کرتا۔ جس سے احباب کے ایمان میں تازگی آتی اور میرے لئے موجب حصول ثواب ہوتا۔ مدتوں لاہور میں یہ حالت رہی کہ جب احباب سُن پاتے کہ یہ عاجز دارالامان سے ہو کر آیا ہے تو بڑے شوق اور التزام کے ساتھ ایک جگہ اکٹھے ہوتے اور میرے گرد جمع ہو جاتے جیسا کہ شمع کے گرد پروانے۔ تب میں انہیں وہ روحانی غذا دیتا جو کہ میں اپنے امام کے پاس سے جمع کر کے لے جاتا اور اُن کی پیاسی رُوحوں کو اس آبِ ژلال کے ساتھ سیر کر دیتا کہ اُن کی تشنگی اور بھی بڑھ جاتی اور اُن کی عاشقانہ رُوحیں اپنے محبوب کی محبت میں اُچھلنے لگتیں یہی حال ہر جگہ کے مجاہد کا تھا۔“

(ذکر حبیب صفحہ 104)

آپؒ کے اس شوق کو ”الحکم“ کی فائلوں کے مطالعہ نے بھی

ہوا دی۔ کتاب نزول المسیح کی تصنیف کے دنوں میں بعض نشانات کے بارے میں لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مفتی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ نشانات کی ایک فہرست بنائیں۔ وہ عاشق صادق جو اس تاک میں رہتے تھے کہ خدمت کی راہیں ملیں تو سر دھڑ کی بازی لگا دی اس کام میں جُت گئے۔ اپنی کیفیت اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

اس کتاب کی تکمیل کے واسطے یہ بھی ضروری سمجھا گیا کہ ان نشانات میں سے بعض کی ایک فہرست اس میں درج کی جائے۔ جو حضرت حجۃ اللہ کے ہاتھ پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ اس امر کے واسطے اس عاجز کو بھی حکم ہوا کہ بعض نشانات کو متفرق کتابوں وغیرہ سے جمع کر کے ان کی ایک یادداشت بنا کر امام برحق کی خدمت میں پیش کروں۔ تاکہ اس جہاد دینی میں میرے لئے کچھ ثواب کا حصہ ہو اس امر کے واسطے مجھے ضرورت ہوئی کہ میں اخبار ”الحکم“ کے گزشتہ پرچوں سے کچھ مدد لوں۔ چنانچہ میں نے دفتر ”الحکم“ سے سارے فائل منگوائے اور ان کو دیکھنا شروع کیا۔ مطلب تو اپنے مطلب ہی سے تھا لیکن ورق گردانی کرتے ہوئے کبھی اس سُرخِ اور کبھی اُس سُرخِ پر نظر پڑ کر میرے دل پر اس باقاعدہ ریکارڈ کا ایک عجیب اثر ہوا۔ اور اخبار کے کالموں میں اُن سالوں کے لئے اس پاک سلسلہ کی ایک محفوظ تاریخ دیکھ کر بے اختیار قلب میں ایڈیٹر ”الحکم“ کا شکریہ اور اس کے واسطے دعائے خیر نکلی۔

(ذکر حبیب صفحہ 102)

نزول المسیح کے لئے جو فہرست اور نقشہ پیشگوئیوں کا آپ نے تیار کیا وہی حضرت اقدس علیہ السلام نے مناسب اصلاح کے بعد کتاب میں شامل فرمایا۔

عبداللہ آتھم والی پیشگوئی اور مفتی صاحب کا ثبات قدم
حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے عیسائی معاند عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ حق کی مخالفت کرنے والا پندرہ ماہ میں باویہ میں گرایا جائے گا۔ مگر آتھم نے توبہ کی اور وہ خوفزدہ ہوا تو حسبِ الٰہی اُس کو مہلت دی گئی۔ اگرچہ بعد میں بے باکی کے باعث ہلاک کیا گیا مگر پندرہ ماہ میں ہلاکت کے ٹل جانے سے مخالفین کی کم فہمی کے باعث مخالفت کے شور کا خطرہ تھا۔ مفتی صاحب اُس وقت جوان عمر تھے اور ایمان کی حدّت سے مخلصانہ جذبات میں سرشار تھے اپنے آقاؑ کے حضور اطاعت گزاری کا اظہار بدیں الفاظ ایک مکتوب میں کیا۔

”میں قریباً چار سال سے آپ کے قدم پکڑے ہوئے ہوں اور آپ کی ہدایت پر دل سے ایمان لایا ہوں پیشتر اس کے کوئی پیشگوئی پوری ہوتی ہوئی یا نشان ظاہر ہوتا ہوا دیکھوں اب ایک بے نظیر نشان کے ظاہر ہونے کا وقت آ پہنچا ہے میں اپنی تمام دعاؤں اور خواہشوں کو ترک کر کے رات دن خداوند کے حضور میں یہی دعا کر رہا ہوں کہ اے رحمن رب تیرے بندے ضعیف اور کوتاہ اندیش ہیں ایسے وعدے کو تو کھلے کھلے طور سے پورا کر تاکہ لوگ اپنی نادانی سے تیرے فرستادہ کا انکار کر کے اپنے گلوں میں لعنت کے طوق نہ ڈال لیں۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسے موقعوں پر کئی طرح کے ابتلا پیش آ جایا کرتے ہیں اس واسطے میں نہایت عاجزی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ایمان حضور کی صداقت پر پختہ ہے۔ اور اسے ہر گز کوئی جنبش بفسطہم تعالیٰ نہیں۔ پیشگوئی کے پورا ہونے کی خبر سننے کی خواہش مجھے اس لئے ہے کہ دوسروں کو سنایا جائے اور ان

پر حجت قائم کی جائے ورنہ میں تو اُسی وقت سے اسے پورا ہو گیا ہوا سمجھتا ہوں جس وقت کہ آپ نے سنائی تھی۔ الغرض کچھ ہی ہو حضور مجھے اپنا غلام اور اپنی جوتیوں کا خادم سمجھیں اور دعا میں یاد رکھیں۔ محمد صادق مفتی

مدرس انگریزی جموں

(ذکر حبیب صفحہ 12، 13)

جب پیشگوئی شان سے پوری ہو گئی تو مفتی صاحب نے ایک معاند پادری ٹامس ہاول کو ایک مکتوب لکھا جس کی نقل حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؒ کو بھجوائی۔ آپؒ نے یہ مکتوب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا جس پر آپؒ نے اظہار پسندیدگی فرمایا۔ آپؒ کے الفاظ مبارک تھے۔ ”اللہ ہی لکھوتا ہے“ (ذکر حبیب صفحہ 11)

یہ الفاظ ایسے مقبول ہوئے کہ مولا کریم نے مفتی صاحب کے نصیب میں قلم کا جہاد لکھ دیا اور ساری عمر خوب خوب لکھوایا۔ یہ عظیم حوصلہ افزائی ایک رنگ میں مستقبل کے لئے پیشگوئی ثابت ہوئی۔

شاگرد کی تربیت کا انداز

خدمت دین کے لئے تربیت میں حضرت حکیم نور الدینؒ کا بڑا ہاتھ تھا۔ وہ اپنے شاگرد کی سعادت اور قابلیت کو پہچان چکے تھے اور چاہتے تھے کہ ساری لیاقت جماعت کی خدمت میں صرف ہو۔ آپؒ کی اپنے ہونہار شاگرد کی تعلیم و تربیت میں دلچسپی کا اظہار ایک بے حد قیمتی مکتوب سے ہوتا ہے جو آپؒ نے مفتی صاحب کو 6 دسمبر 1893ء کو تحریر فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

پیارے بچہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دنیا روزے چند کار با خداوند دوسرے سپارے میں لَیْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ سے دوسرا سپارہ شروع ہوتا ہے اس کو پڑھو۔ اس میں مفتی کی صفتیں مندرج ہیں اور ادھرالم کا پہلا رکوع دیکھو اس میں ھٰذِی لِّلْمُتَّقِیْنَ آیا ہے۔ پھر بدوں تقویٰ ہدایت ہی نہیں... تمہیں سیالکوٹ بلاتا مگر وہاں رہنے کا ارادہ نہ تھا۔ گلگت کے لئے اپنی کوشش رکھنا اور ضرور رکھنا۔ حضرت بھی آج کل فیروزپور میں ہیں جب تشریف لائیں گے..... مفصل آپ کو لکھوں گا...

والسلام

نور الدین

(بدر 19 ستمبر 1912ء)

1893ء میں حضرت اقدسؒ لاہور میں چینیاں والی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے تشریف لے گئے مفتی صاحب کو آپؒ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔

1894ء میں جب کسوف خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی آپ جموں سے قادیان آئے ہوئے تھے اس طرح اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے چشم دید گواہ بنے۔ (ذکر حبیب ص 20)

جموں میں ملازمت کے دوران آپ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا مکتوب موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ مرزا فضل احمد (حضرت اقدسؒ کی پہلی بیوی سے دوسرے صاحبزادے) جموں میں پولیس میں ملازم ہیں بہت دنوں سے گھر میں کوئی خیریت کا خط نہیں آیا۔ اُن کی والدہ گھبرا رہی ہیں آپ ان کا حال اور خیر خیریت دریافت کر کے اطلاع دیں، ایسا ہی خط دوسری دفعہ بھی آیا آپ نے دونوں دفعہ خیریت معلوم کر کے بواپسی ڈاک اطلاع بھیجی۔

(ذکر حبیب صفحہ 20)

ترے کوچے میں گزرے زندگانی

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک وجود کے طفیل اُس پاک بستی میں بھی کشش رکھ دی۔ آپ ایک بے قرار پروانے کی طرح موقع نکال کر قادیان پہنچ جاتے۔ ملازمت کی پابندیوں میں جہاں گنجائش نکلتی

عازم سفر ہوتے جس کی منزل قادیان ہوتی۔ 1891ء میں ایک دفعہ قادیان کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ حضرت اقدس علیہ السلام لدھیانہ تشریف لے گئے ہیں۔ آپؑ بھی لدھیانہ پہنچ گئے وہاں حضرت اقدس علیہ السلام کا ارادہ امر ترس جانے کا ہو گیا۔ آپؑ نے حضرت مفتی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ آپ بھی ساتھ چلیں۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 413)

اس طرح حضورؑ کی معیت میں سفر کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ ٹرین کا سفر تھا گاڑی رکتی تو آپ تیزی سے جاتے مستورات کی خیر خبر لے آتے اور آکر حضورؑ کو مطلع کرتے اس سرگرمی پر حضورؑ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

”آپ سفر میں بہت ہوشیار ہیں۔“

اس سند پر گویا آپ کی قسمت میں سفر لکھ دیے گئے بعد کی زندگی میں اعلائے کلمہ حق کے لئے ملک میں اور بیرون ملک بہت سے سفر کئے۔ سفر و حضر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قریب سے قریب تر رہنے کا شوق تھا۔ اس سال کے اواخر میں اپنے دوست مولوی محمد صادق اور ایک طالب علم خان بہادر غلام محمد صاحب کے ساتھ قادیان آئے ان دو احباب نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت اقدسؑ قادیان سے ٹرین پر لاہور تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے بھی سفر میں ہمراہی کی سعادت پائی۔

آپ نے 1895ء میں ایف اے کا امتحان پرائیویٹ طور پر پاس کر کے بی اے کی تیاری شروع کر دی۔ بی اے میں آپ نے انگریزی، عربی اور عبرانی مضامین رکھے۔ امتحان قریب آیا تو تیاری کے لئے چند دن کی رخصت لے کر قادیان آئے حضرت اقدسؑ نے آپ کو اُس کمرے میں ٹھہرایا جو مسجد مبارک اور حضورؑ کے قیام گاہ کے درمیان شمالی جانب ہے۔ اور جس میں مسجد مبارک کی طرف ایک کھڑکی کھلتی ہے اسے بیت الفکر کہتے ہیں۔ لیکن امتحان دینے سے قبل ہی آپ نے جموں کی ملازمت ترک کر دی اور لاہور منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ اس غرض کے لئے بزرگوں سے مشورہ کیا۔ تو سب نے اس تبدیلی کو پسند کیا کیونکہ لاہور میں تعلیمی ترقی اور دیگر بہت سی ترقیوں کے امکان اور مواقع زیادہ تھے جب آپ نے اپنے اس ارادہ کا ذکر حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے کیا تو آپ نے بھی لاہور کو ترجیح دی۔ مگر پسندیدگی کی وجہ مختلف بتائی۔ اور وہ وجہ یہ تھی کہ لاہور جموں کی نسبت قادیان سے زیادہ قریب ہے۔ جب کبھی چھوٹی موٹی رخصت ہو تو چند دنوں یا ایک دن کے لئے بھی قادیان آ سکتے ہیں۔

والدہ صاحبہ کا قبول احمدیت

1897ء میں آپ کی والدہ محترمہ فیض بی بی نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بیعت کے بعد قادیان سے واپس بھیرہ جانے لگیں تو حضرت اقدس بنفس نفیس مفتی صاحب اور آپ کی والدہ صاحبہ کو الوداع کہنے کے لئے یکہ والی جگہ تک تشریف لائے اور کھانا منگوایا کھانا کسی کپڑے میں بندھا ہوا نہیں تھا۔ حضورؑ نے اپنے عمامہ مبارک سے ایک گز کے قریب کپڑا پھاڑا اور اُس میں کھانا باندھ دیا۔ (ذکر حبیب ص 45)

زمانہ قیام لاہور اور حضرت اقدسؑ کی عنایات خسروانہ

مفتی صاحب جموں میں پانچ سال ملازم رہے اگست، ستمبر 1895ء میں لاہور آ گئے۔ لاہور میں جنوری 1901ء تک قیام پذیر رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 9 ص 561)

پہلے مدرسہ انجمن حمایت اسلام شیرانوالہ دروازہ میں چھ ماہ تک ریاضی کے استاد رہے پھر یہ ملازمت ترک کر کے اکاؤنٹینٹ جنرل پنجاب لاہور کے دفتر میں کلرک لگ گئے۔ آپ کی رہائش مزنگ کے علاقہ میں تھی۔ لاہور سے دیارِ محبوب کا رخ رہتا۔ حضرت

اقدسؑ آپ سے بے انتہا شفقت فرماتے لہٰذا محبت کے عجیب رنگ ہوتے ہیں۔

دیکھ لو میل و محبت میں عجب تاثیر ہے ایک دل کرتا ہے جھک کر دوسرے دل کو شکار

آپس کی محبت کی چند جھلکیاں دیکھئے

1- رباعی لکھ دی

1897ء میں بھیرے کی ایک خاتون نے روپہلی کام والا مٹی کا ایک کوزہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا آپؑ نے اس کی خوبصورت بناوٹ کی تعریف کی اور کسی شاعر کی ایک رباعی پڑھی۔ مفتی صاحب کی درخواست پر آپؑ نے ازراہ ذرہ نوازی رباعی ان کی نوٹ بک پر دستِ مبارک سے تحریر کر دی۔ جس سے آپ کو بہت خوشی ہوئی۔ اور آپؑ نے اس کو دیر تک محفوظ رکھا۔ رباعی درج ذیل ہے۔

ایں کوزہ چو من عاشق زارے بودست
در بند سر زلف نگارے بودست
ایں دست کہ در گردن او می بینی
دست است کہ در گردن یارے بودست
پاک ممبر - نظیف مٹی - پاک محب

2- دسمبر 1900ء کا حضرت اقدس علیہ السلام کا الہام ہے

”لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں ان کو اطلاع دی جاوے۔ نظیف مٹی کے ہیں۔ لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں وسوسہ پڑ گیا ہے پر مٹی نظیف ہے وسوسہ نہیں رہے گا مٹی رہے گی۔“

(تذکرہ ص 328)

حضرت مفتی صاحب اُن میں خوش نصیبوں میں شامل ہیں جو اُن دنوں لاہور میں موجود تھے۔ اور قلبی اخلاص اور محبت کی وجہ سے مخلصین میں شمار ہوتے تھے جس کی آسمان سے تائید ہوئی۔

3- حضرت اقدسؑ، مفتی صاحب کو لاہور کا سفر خرچ عطا فرماتے

آپ تحریر کرتے ہیں۔

جن ایام میں میں دفتر اکاونٹنٹ جنرل لاہور میں ملازم تھا اور بعض دینی خدمات کے خیال سے یا صرف حضرت صاحب کی ملاقات کے شوق میں بار بار قادیان آتا تھا بلکہ بعض مہینوں میں ایسا ہوتا کہ ہر اتوار میں قادیان آ جاتا ان ایام میں عموماً حضرت صاحب مجھے واپسی کے وقت دو روپے مرحمت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ آپ کی اس دینی خدمت میں ہم بھی ثواب لینا چاہتے ہیں۔ اُن ایام میں دو روپے میں لاہور قادیان کی آمد و رفت ہو جاتی۔ (ذکر حبیب ص 331)

4- آپ کی آمد حضرت اقدسؑ کی خوشیوں میں اضافہ کر دیتی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؒ تحریر فرماتے ہیں۔

”مولوی شیر علی صاحبؒ نے مجھ سے بیان کیا کہ یوں تو حضرت صاحبؑ اپنے سارے خدام سے ہی محبت رکھتے ہیں لیکن میں محسوس کرتا تھا کہ آپ کو مفتی صاحبؒ سے خاص محبت ہے جب کبھی آپ مفتی صاحب کا ذکر فرماتے تو فرماتے ”ہمارے مفتی صاحب“ اور جب کبھی مفتی صاحب لاہور سے قادیان آیا کرتے تو حضرت صاحب ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔۔۔“

(سیرۃ المہدی روایت نمبر 298)

حضرت اقدسؑ کا اپنے ایک مرید سے حسن سلوک قابل رشک تھا۔ انتہائی لطف و کرم سے خوش نصیب مفتی صاحب کو سرشار کر دیتے جس سے اس محب صادق کے والہانہ پن میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا۔

حضرت مولوی فضل الہی بھیردی بیان کرتے ہیں۔

”جب بندہ لاہور اور پینٹل کالج میں تعلیم حاصل کر رہا تھا تو حضرت مفتی صاحب کے ساتھ رہتا تھا حضرت مفتی صاحب موصوف

قریباً ہر ہفتہ کی شام کو لاہور سے روانہ ہو کر رات بارہ بجے کے قریب سٹیشن بٹالہ پر اتر کر پیدل چل کر نماز تہجد کے وقت قادیان دارالامان پہنچ جایا کرتے تھے۔۔۔ تمام دن حضرت اقدسؑ کی خدمت میں گزار کر عصر کے بعد قادیان سے روانہ ہوتے اور اُس وقت حضرت مفتی صاحب نے بتلایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ میرے قادیان سے جانے کا یکہ کا کرایہ خود ادا فرماتے اس کی وجہ یہ بتلائی کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس قسم کا اخلاص آپ مجھ سے بوجہ مسیح موعود ہونے کے رکھتے ہیں اس اخلاص میں شریک ہو کر یہ ثواب حاصل کرنے کی خاطر ہم بھی آپ کے سفر خرچ میں کچھ حصہ ڈال دیتے ہیں اسی طرح ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے مبلغ دو روپیہ حضرت مفتی صاحب کو دئے اور فرمایا کہ ہم قادیان کی آمد و رفت میں خرچ کریں کیونکہ یہ ایک غریب آدمی نے بھیج کر لکھا ہے کہ کسی ایسی جگہ خرچ فرمانا جہاں مجھے بہت ثواب ہو اس لئے آپ اس کو اس سفر میں خرچ کریں۔“

(رجسٹر روایات نمبر 12 ص 322 تا 327)

5- پگڑی کے کپڑے میں کھانا عنایات خسروانہ کے واقعات

مفتی صاحب نے لکھا جب میں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضور اندر سے میرے لئے ساتھ لے جانے کے واسطے کھانا بھجوایا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحب نے اندر سے میرے واسطے کھانا منگوایا۔ جو خادم کھانا لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ”مفتی صاحب یہ کھانا کس طرح ساتھ لے جائیں گے کوئی رومال بھی ساتھ لانا تھا۔ جس میں کھانا باندھ دیا جاتا۔ اچھا میں انتظام کرتا ہوں، اور پھر اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارہ کاٹ کر اس میں وہ کھانا باندھ دیا۔“

(ذکر حبیب ص 321)

6- آموں کی دعوت

گاہے بگاہے حضور اپنے باغ سے آم منگوا کر خدام کو کھلاتے۔ ایک دفعہ عاجز راقم لاہور سے چند یوم کی رخصت پر قادیان آیا تھا کہ حضور نے عاجز راقم کی خاطر ایک ٹوکرا آموں کا منگوایا اور مجھے کمرہ (نشست گاہ) میں بلا کر فرمایا کہ مفتی صاحب یہ میں نے آپ کے واسطے منگوایا ہے کھالیں۔ میں کتنے کھا سکتا تھا۔ چند ایک میں نے کھا لئے اس پر تعجب سے فرمایا کہ ”آپ نے بہت تھوڑے کھائے ہیں۔“

7- رضائی محمود کی ہے اور دھسا میرا

”ایک دفعہ میں لاہور سے حضور کی ملاقات کے لئے آیا اور وہ سردیوں کے دن تھے۔ اور میرے پاس اوڑھنے کیلئے رضائی وغیرہ نہیں تھی۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ حضور رات کو سردی لگنے کا اندیشہ ہے۔ حضور مہربانی کر کے کوئی کپڑا عنایت فرمائیں۔ حضرت صاحب نے ایک ہلکی رضائی اور ایک دھسا ارسال فرمائے اور ساتھ ہی پیغام بھیجا کہ رضائی محمود کی ہے اور دھسا میرا۔ آپ ان میں سے جو پسند کریں رکھ لیں اور چاہیں تو دونوں رکھ لیں میں نے رضائی رکھ لی اور دھسا واپس بھیج دیا۔ اس خیال سے کہ چادر بہت قیمتی تھی اور نیز اس خیال سے کہ ڈالائی صاحبزادہ صاحب کی مستعمل تھی۔“ (ذکر حبیب 321، 326)

8- وضو کے واسطے پانی لا دیا

ایک دفعہ میں وضو کے واسطے پانی کی تلاش میں لوٹا ہاتھ میں لئے اُس دروازے کے اندر گیا جو مسجد مبارک میں سے حضرت صاحب کے اندرونی مکانات کو جاتا ہے تاکہ وہاں حضرت صاحب کے کسی خادم کو لوٹا دے کر پانی اندر سے منگواؤں اتفاقاً اندر سے حضرت صاحب تشریف لائے مجھے کھڑا دیکھ کر فرمایا۔

”میں لا دیتا ہوں۔“

اور خود اندر سے پانی ڈال کر لے آئے اور مجھے عطا فرمایا۔

(ذکر حبیب ص 326)

جب عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا کرتا تھا تو حضور مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دودھ بھیجا کرتے تھے ایک دفعہ مجھے اندر بلایا ایک لوٹا دودھ کا بھرا ہوا حضور کے ہاتھ میں تھا اُس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضور نے دودھ ڈالا اور مجھے دیا اور محبت سے فرمایا۔ آپ یہ پی لیں۔ پھر میں اور دیتا ہوں۔ میں تو اس گلاس کو بھی ختم نہ کر سکا۔ ابھی اُس میں دودھ باقی تھا بس کر دی اور واپس کیا۔ تبسم کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

”بس۔ آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں۔“ (ذکر حبیب ص 171)

9۔ اب وہ کتاب مل جائے گی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں نے لاہور کی پبلک لائبریری میں ایک کتاب دیکھی۔

جس میں یوز آسف کے نام کے گرجے کا حوالہ دیا گیا تھا۔ میں نے حضرت سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ کتاب تو ضرور لانی چاہئے۔ حضور نے مجھے بھیجا۔ مگر خدا کی شان میں اس کتاب کا نام ہی بھول گیا۔ اس لئے مجھے خالی ہاتھ واپس آنا پڑا۔ اس واقعہ کے ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد حضور نے فرمایا کہ مفتی صاحب اب جائیے وہ کتاب آپ کو مل جائے گی۔ چنانچہ حسبِ ارشاد میں چلا گیا۔ نام میں تو بھول چکا تھا۔ لائبریرین کسی حاجت کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔ اس کی میز پر اتفاقاً ایک کتاب میں نے اٹھا کر دیکھی۔ تو وہ وہی کتاب تھی۔ جس کے لئے میں گیا تھا۔ لائبریرین آیا اس سے میں نے ذکر کیا۔ اس نے کہا۔ اگر آپ کچھ دیر پہلے آتے تب بھی آپ کو یہ کتاب نہ ملتی۔ کیونکہ یہ باہر گئی ہوئی تھی۔ اور یہ ابھی آئی ہے۔ اور اگر آپ تھوڑی دیر بعد آپ آتے تب بھی آپ کو نہ ملتی۔ کیونکہ یہ ابھی اپنی جگہ پر رکھ دی جاتی۔ اور جس طرح آپ پہلے خالی واپس چلے گئے اسی طرح اب بھی خالی ہاتھ جانا پڑتا۔ حضور کے طفیل سے ہمیں بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ ہماری دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ جمعہ کا دن تھا۔ حضور نے مجھے فرمایا۔ آپ جائیے مجھے تو سر میں سخت درد ہو رہی ہے۔ میرے دل میں ایک درد پیدا ہوا۔ اور میں نے دعا کی کہ الہی حضرت کو جلد شفا ہو جائے۔ اتنے میں دیکھا کہ حضرت صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں اور فرمایا۔ مفتی صاحب آپ چلے آئے تو میری درد بھی اچھی ہو گئی۔

10۔ مخدوم نے خدمت کا نمونہ دکھایا

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا غالباً 1897ء یا 1898ء کا واقعہ ہو گا۔ مجھے حضرت صاحب نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھئے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد جبکہ کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیے۔

(ذکر حبیب ص 327)

11۔ چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

جب میں لاہور میں ملازم تھا اور وہاں اکونٹ جزل کے دفتر میں آڈیٹر تھا تو وہاں میں ایک دفعہ ایسا بیمار ہو گیا کہ دن رات چارپائی پر لیٹا رہتا اور کہیں آنے جانے کی ہمت نہ تھی۔ اتفاق سے انہی دنوں میں حضرت مسیح موعودؑ چند روز کے لئے قادیان سے

لاہور تشریف لے گئے اور لاہور میں منشی تاج الدین صاحب احمدی کے مکان پر مقیم ہوئے۔ سب دوست حضور سے ملنے کے لئے جاتے رہے۔ مگر میں بسبب علالت نہ جا سکا۔ ایک دن حضور نے اپنی مجلس میں دوستوں سے ذکر کیا کہ مفتی صاحب ہمیں ملنے نہیں آئے کیا سبب ہے؟ دوستوں نے عرض کیا کہ مفتی صاحب ایسے بیمار ہیں کہ چل نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا۔ وہ چل نہیں سکتے تو ہم تو چل سکتے ہیں۔ ہم اُن کی بیمار پُرسی کے لئے چلیں گے۔ چنانچہ دوسری صبح حضور میرے مکان پر تشریف لائے۔ میں اس وقت لاہور کے محلہ سٹھاں میں ایک کرایہ کے چھوٹے سے چوبارے میں رہتا تھا۔ حضور اس چوبارے میں میرے پاس تشریف لائے۔ صاحبزادہ محمود احمد اور حضرت مولوی نور الدین صاحب آپ کے ساتھ تھے۔ چند اور دوست بھی تھے مگر وہ نیچے گلی میں کھڑے رہے۔ چونکہ اوپر مکان تنگ تھا۔ حضور میرے پاس چارپائی پر بیٹھ گئے اور حالات دریافت فرماتے رہے اور مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد حضور نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ جو میری بیوی نے پاس کے کمرہ سے پیش کر دیا۔ جب حضور پی چکے تو میں نے ہاتھ بڑھایا تا کہ باقی پانی میں پی سکوں۔ حضور نے فرمایا۔ کیا آپ پیئیں گے میں نے عرض کیا۔ پیوں گا۔ تب حضور نے فرمایا اچھا میں اس میں دم کر کے دیتا ہوں۔ حضور نے کچھ پڑھ کر اس میں دم کر کے مجھے دیا۔ اور میں نے پی لیا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ آپ بیمار ہیں اور لکھا ہے کہ بیمار کی بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ آپ ہمارے سلسلہ کی ترقی اور کامیابی کے واسطے دعا کریں۔ (الحکم 21 تا 28 جون 1943)

12۔ عشاء سے فجر ہو گئی

1897ء کی گرمیوں کی ایک رات کا یادگار واقعہ اور مفتی صاحب کا موثر اندازِ بیان ملاحظہ فرمائیے۔

”حضرت نے ایک نہایت ضروری مضمون لکھنا تھا جس کا صبح تک تیار ہو جانا ضروری تھا عشاء کے قریب ایوب و صادق کو حکم ہوا کہ حضرت مضمون جلدی جلدی لکھتے جائیں گے جس کا صاف کرنا بھی ضروری ہے اس واسطے ایوب بیگ لکھاتے جائیں گے اور محمد صادق لکھتا جائے گا چونکہ حضرت میرے طرز خط کو پسند کرتے تھے اس واسطے یہ فخر مجھے حاصل ہوا۔ دنیا دار تو کہا کرتے ہیں

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی
مگر مسیح موعودؑ کے قدموں کے طفیل میرے خط کی عمدگی
برائے من رحمت شدی والا معاملہ ہو گیا۔ عشاء کے بعد ہم اندر والے مکان میں بیٹھ گئے۔ دوہری کین روشن کئے گئے لکھتے لکھتے فجر ہو گئی مؤذن نے اللہ اکبر کہا تو حضرت نے قلم رکھا۔ ہمارا حال تو یہ تھا کہ خیال ہوتا تھا مؤذن نے غلطی کھائی ہنوز اذان کا وقت کہاں ابھی تو بہت تھوڑا ہی وقت گزرا ہے کہ ہم لکھنے بیٹھے تھے۔ مگر رات بھر کی کوفت نے اور معلوم نہیں کتنی ایسی شب حضرت نے پہلے گزاری ہوگی حضرت کی طبیعت پر ایک خوفناک اثر کیا اچانک ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے اور دوران سر ہو کر آپ گر گئے بہت دیر کے بعد آرام آیا تو پھر آپ نے قلم دوات لے لی۔

(بدنمبر 22 جلد 15-11 دسمبر 1913ء)

13۔ اے صادق مجھے تین بجے جگا دینا

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں یہ تذکرہ تھا کہ پچھلی رات نماز تہجد کے جاگنے کے لئے کیا تجویز کرنی چاہئے۔ تب حضرت مسیح موعودؑ نے مجھے فرمایا کہ اگر آپ سوتے وقت اپنے آپ کو مخاطب کر کے یہ کہا کریں۔

”اے صادق مجھے تین بجے جگا دینا تو ضرور تین بجے آپ کی آنکھ کھل جائے گی۔“ (ذکر حبیب ص 167)

14۔ تین دن۔ تین سال

ایک دفعہ تین دن کی چھٹی تھی۔ قادیان آتے ہوئے بے چین ہو کر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان تین دنوں کو تین سالوں جیسی طوالت دے دے۔ قادیان پہنچے تو حضور نے ارشاد فرمایا مفتی صاحب آپ بڑے عمدہ وقت پر پہنچے ہیں۔ آپ کے آنے کے ساتھ ہی ایک کتاب تفسیر بائبل پہنچی ہے لیکن انگریزی میں ہے آپ مجھے پڑھ کر سنا دیں۔ ساتھ ہی پوچھا آپ کی رخصت کتنی ہے۔ عرض کی تین دن۔

فرمایا۔ ”تین دن میں انشاء اللہ ختم ہو جائے گی۔“ آپ یہ کہہ کر کہ مفتی صاحب کو اندر لے گئے اب سارا دن حضور اس کتاب کو سنتے رہے یا مفتی صاحب تھے یا حضور باہر تشریف لائے تو مفتی صاحب کے ساتھ کھانا پینا سب حضور کے ساتھ۔ یہاں تک کہ تین دن اسی طرح گزر گئے۔ (الفضل 13 جولائی 1923ء ص 10)

15۔ میرا قدم حضرت اقدس کے قدم کے ماتحت

ایک دفعہ میں نے کہا کہ مجھ میں یہ کمزوری ہے۔ اور میں اس میں بار بار گرتا ہوں اور اس سے نکلنے کی توفیق نہیں پاتا۔ حضور نے دعا کا وعدہ فرمایا۔ 31۔ اگست 1899ء کی رات مجھے رؤیا ہوا کہ میں قادیان میں ایک چارپائی پر بیٹھا ہوں ایک اور چارپائی پر حضرت مسیح موعودؑ بیٹھے ہیں اور دونوں چارپائیوں کے درمیان قریباً تین چارپائیوں کی چوڑائی کا فاصلہ ہے ایک رسی ہے جس کا ایک سرا میرے پاؤں سے بندھا ہوا ہے کہ میں قدم اٹھا نہیں سکتا جب تک کہ حضرت صاحب پہلے نہ اٹھائیں۔ گویا میرا قدم حضرت صاحب کے قدم کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔

اُس وقت سے وہ کمزوری مجھ سے دُور ہو گئی اور پھر اُس نے مجھے نہ ستایا۔ (ذکر حبیب ص 234)

16۔ مقابلہ مضمون نویسی

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے خدام کو ضرورت امام و مصلح کے موضوع پر مضمون لکھنے کا ارشاد فرمایا۔ مفتی صاحب نے بھی مضمون لکھا۔ سب مضامین مکرم منشی ظفر احمد صاحب نے حضور کو پڑھ کر سنائے۔ اور مفتی صاحب کو بتایا کہ حضور نے آپ کے مضمون کو بہت پسند فرمایا۔ (خلاصہ ذکر حبیب ص 58)

17۔ تحائف

ایک بار حضرت مفتی صاحب موسم گرما کی رخصتوں میں قادیان تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا حکیم نور الدینؒ قادیان ہجرت کر چکے تھے۔ وہ مکان بن چکا تھا جہاں آپ مطب کیا کرتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب قریباً سارا وقت اسی مطب میں گزارتے تھے۔ ایک دن حضرت اقدس اکیلے وہاں تشریف لے آئے ہاتھ میں کچھ کتابیں تھیں آپ بے تکلفی سے اُسی چٹائی پر بیٹھ گئے جہاں آپ کے دو غلام بیٹھے تھے۔ آپ نے حضرت حکیم صاحب سے فرمایا کہ ”یہ چند نسخے ”سرمہ چشم آریہ“ کے میرے پاس پڑے ہوئے تھے میں لایا ہوں کہ حسبِ ضرورت آپ تقسیم کر دیں۔“ حضرت مفتی صاحب نے عرض کی کہ ایک مجھے چاہئے۔ آپ نے ایک نسخہ عنایت فرمایا۔

مفتی صاحب ایک دفعہ لاہور سے قادیان آئے ہوئے تھے مسجد سے جوتا گم ہو گیا جب حضرت اقدس کو معلوم ہوا تو اپنا پرانا جوتا عنایت فرمایا۔ ایک دفعہ آپ نے ایک جیبی گھڑی حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی آپ نے اندر بلایا اور فرمایا۔ ”ہمارے پاس دو گھڑیاں ہیں..... یہ آپ لے جائیں۔“ اور دونوں گھڑیاں مفتی صاحب کو عنایت فرمائیں۔

(خلاصہ ذکر حبیب ص 45)

روزنامہ الفضل - میری محبت، میرا مخدوم

بچپن سے بڑھاپے تک الفضل کی برکات، خدمات اور ذاتی مشاہدات

ایک سبب یقیناً الفضل بھی ہے جس سے محبت بڑھتی رہی۔ جامعہ میں ایک علمی مقابلہ الفضل کے شماروں پر مشتمل ہوتا تھا جس میں جماعتی اور عالمی خبروں کے حوالہ سے سوالات ہوتے تھے اس مقابلہ میں بھی کئی دفعہ حصہ لیا اور انعام حاصل کیا۔ ہر سال ہمارے نتائج الفضل میں شائع ہوتے اور میں وہ شمارے محفوظ کرتا رہتا۔ اللہ کے فضل سے جامعہ کے سالوں میں ہر سمسٹر میں اول آنے کا اعزاز حاصل ہوتا رہا اس لئے میرے محفوظ شدہ پرچوں کی تعداد بھی بڑھتی رہی۔

پھر بزرگوں نے مضمون نویسی کی تحریک کی میں نے الفضل کے لیے کئی مضامین لکھے جو الفضل نے اپنے دامن میں سمیٹ لئے۔ جامعہ میں اشاعت مضامین کے مقابلہ میں بھی انعام حاصل کیا اور یہ بے انتہا خوشی کا لمحہ ہوتا تھا۔

صرف الفضل کے ایڈیٹر کو دیکھنے کے لئے دارالرحمت غربی میں واقع دفتر الفضل گیا جہاں محترم مسعود احمد صاحب دہلوی سے ملاقات کی 1984ء میں حکومتی پابندیوں کے بعد الفضل 1988ء میں دوبارہ جاری ہوا تو اس کا دفتر دارالنصر غربی میں منتقل ہو گیا وہاں محترم نسیم سیفی اور محترم یوسف سہیل شوق سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتا اور مضامین لکھنے کی توفیق پائی۔

الفضل کی ادارت

پھر ایک وقت وہ بھی آیا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خاکسار کو اس گاڑی کا ڈرائیور مقرر فرمایا۔ یہ ایک بہت مشکل ذمہ داری تھی جب پہلا پیغام ملا تو خاکسار نے گھر میں ہی مصلیٰ بچھایا اور خدا سے مدد مانگی حضور اقدس سے دعا کی درخواست کی اور حضرت مرزا مسرور احمد ناظر اعلیٰ کی رہنمائی میں کچھ نمونہ بنا کر حضور سے منظوری حاصل کی اور الحمد للہ 11 مارچ 1998ء سے لے کر 14 نومبر 2017ء تک اس کی خدمت کی توفیق پائی گو کہ اخبار 5 دسمبر 2016ء کو حکومت کی طرف سے بند کر دیا گیا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مسلسل شفقت اور رہنمائی میں جماعت کے اس روزنامہ نے ترقی کے نئے سنگ میل قائم کئے۔

بعض نئے سلسلے

اس عرصہ میں سب سے اہم سلسلہ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مطابق ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی اشاعت تھی جس کی طرف رہنمائی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمائی تھی۔ میرے ساتھی ایک طریقہ کار کے مطابق منتخب موضوعات پر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات تیار کرتے تھے جس کے لیے حدیث کی تلاش میرے لئے ایک مشکل مگر دلچسپ کام تھا کیوں کہ اس سے قبل جامعہ میں 16 سال حدیث نبویؐ پڑھانے کی توفیق ملی تھی۔ کوشش کی گئی کہ مستند احادیث مکمل حوالوں کے ساتھ شائع کی جائیں اور تکرار بھی نہ ہو اس عرصہ میں لگ بھگ 6 ہزار احادیث کا ترجمہ شائع کیا گیا جو تقریباً ہر اسلامی موضوع پر مشتمل ہیں۔

دوسرا سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات کی تسلسل سے اشاعت تھی۔ پہلے ہم ہر سوموار اور پھر بعد میں ہر منگل کے دن حضور انور کے تازہ ترین خطبہ کا خلاصہ ٹائٹل پر اور اندر ایک گزشتہ خطبہ جمعہ کا متن شائع کرتے رہے اس طرح تمام عرصہ میں حضور انور کے تمام خطبات شائع کرنے کی توفیق ملی اسی طرح حضور انور کے دوروں کی تمام رپورٹس بھی شائع کی گئیں اور دیگر خطابات اور تقاریر بھی شائع کرنے کی توفیق ملی۔

پہلے حضور انور کے خطبات کی تدوین کے لئے ادارہ زود نویسی قائم تھا بعد میں حضور انور نے فرمایا کہ روزنامہ الفضل خطبہ لکھ کر بھجوائے یہ ڈیوٹی خاکسار نے مکرّم فخر الحق شمس نائب ایڈیٹر الفضل کے سپرد کی اور انہوں نے اسے عمدگی سے دیر تک نبھایا۔ خطبہ پاکستان

میں عصر کے بعد یا رات کو سنا جاتا ہے اس لئے وہ لائیو خطبہ کے ساتھ اس کو ریکارڈ کر لیتے اور ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے کئی گھنٹے لگا کر اسے کاغذ پر منتقل کرتے۔ ہفتہ کی صبح خاکسار اسے ایک نظر دیکھ کر کمپوزر کو دیتا۔ ایک کمپوزر اسی کام کے لئے وقف تھا پروف ریڈنگ وغیرہ کے بعد دوپہر ایک بجے تک یعنی لندن میں صبح دفتر کھلنے سے پہلے وہ خطبہ مکرّم پرائیویٹ سیکرٹری لندن کو ای میل کر دیا جاتا۔ الحمد للہ کئی سال اس خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ یہی خطبہ جو مکمل لکھا جاتا تھا حضور انور کی نظر ثانی کے بعد اسی کو پاکستان میں اشاعت کے لئے بعض خاص وجوہات کی بنا پر کاٹا اور بریلیٹس لگانا ایک دلخراش کام تھا مگر الہی جماعتوں کے مقدر میں یہی لکھا گیا ہے۔

خاص نمبرز

ہر سال دسمبر میں جلسہ سالانہ نمبر شائع کرنا الفضل کی پرانی روایت تھی پہلا باقاعدہ نمبر 1954ء میں شائع ہوا۔ ہم نے اس میں یہ جدت پیدا کی کہ ہر سال کے لیے ایک عنوان مقرر کر لیا جاتا تھا تاکہ اس پر یکجائی مواد قارئین کو مل جائے اور اسی کی مناسبت سے خوبصورت ڈیزائن کر کے رنگین تصاویر بھی شائع کی جاتی تھیں چند نمبروں کے عناوین درج ذیل ہیں۔

سیرت النبی ﷺ نمبر۔ صحابہؓ رسول نمبر۔ نماز نمبر۔ قرآن نمبر۔ خلافت نمبر۔ سیدنا طاہر نمبر۔ ایم ٹی اے نمبر۔ صبر و استقامت نمبر۔ صفائی نمبر۔ خدمت خلق نمبر۔ حضور انور کا دورہ افریقہ و مشرق بعید نمبر۔ جلسہ جرمنی نمبر 2001ء اور صد سالہ جولائی سوئیز۔ یہ گویا ہر موضوع پر ایک کتاب مرتب ہو گئی۔

ہم سال کے دوران کئی مواقع پر مختلف نمبر یا خصوصی مضامین شائع کرتے رہے مثلاً سیرۃ النبی ﷺ۔ یوم مسیح موعود۔ یوم مصلح موعود۔ یوم خلافت۔ یوم پاکستان۔ رمضان۔ عیدین۔ حج۔ الفضل کا یوم تاسیس (18 جون)۔ جلسہ سالانہ قادیان و یو کے و جرمنی۔ ماہ محرم اور امام حسینؑ 2009ء سے کوشش کی گئی کہ تمام خاص نمبروں کو بالتصویر کر دیا جائے۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے ٹائٹل کے علاوہ اندر بھی تصاویر شامل کی جاتی رہیں اور اگر رقم کی کمی ہوتی یا تصویر مخالفین کے لحاظ سے مناسب نہ ہوتی تو اسے صرف آن لائن ایڈیشن میں شائع کر دیا جاتا۔ اسی عرصہ میں ایک بہت اہم کام کتب حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق شروع کیا گیا۔ حضور کی ایک کتاب ہر سال احباب جماعت کے مطالعہ کے لئے مقرر کی جاتی ہے۔ اس کتاب کا تعارف سوال و جواب اور مشکل الفاظ کے معانی شائع کئے گئے اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات کے سوال و جواب اور مجلس مشاورت کے منظور شدہ فیصلوں کے حوالہ سے تفصیلی مضامین اور مختصر اقتباسات بھی شائع ہوتے رہے۔ الفضل کا ایک مستقل کالم احباب جماعت کے ذاتی اعلانات کی اشاعت تھی۔ ہم نے اس کو مزید بہتر کر دیا اور اخبار کا ایک صفحہ مختص کر دیا جس میں ولادت۔ نکاح۔ شادی۔ امتحان میں کامیابی۔ تقریب آمین۔ بیماری اور وفات کے اعلان شائع ہوتے رہے۔

بزرگان سلسلہ کا ایک ریکارڈ بھی تیار کیا گیا تاکہ ان کے بارہ میں کوئی خبر دینی پڑے تو معلومات مستند ہوں۔ اکثر نے اپنے ہاتھ سے ہمارا فارم پر کیا۔ اور اس کا بڑا فائدہ ہوا ہر وقت اور صحیح معلومات مل جاتیں اور جماعت کے دیگر اداروں کو بھی فائدہ ہوتا۔ مجھے یاد ہے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان کا انٹرویو میں نے ان کی وفات سے چند سال پہلے جلسہ سالانہ قادیان پر کیا تھا بعد میں قادیان والوں نے بھی اس سے استفادہ کیا۔

انڈیکسز کی تیاری

100 سال کا الفضل بے شمار نادر مضامین اور خبروں کا مجموعہ تھا مگر انڈیکس نہ ہونے کی وجہ سے استفادہ ممکن نہ تھا اس لئے انڈیکس شائع کرنے شروع کئے گئے۔ 1998ء سے لے کر 2016ء تک ہر سال کا انڈیکس الگ الگ تفصیلی طور پر شائع کیا گیا۔ بعد میں جامعہ کے طلباء کی مدد سے 1913ء تا 1965ء کا انڈیکس بھی شائع کیا گیا۔ 2002ء میں الفضل کو الاسلام کی ویب سائٹ پر اپلوڈ upload کرنا شروع کیا گیا جس کے لئے مکرّم عطاء الرحمن نے ابتدائی خدمات فراہم کیں۔ جس کی تفصیل ایک الگ مضمون کی متقاضی ہے۔

قدسیہ محمود سردار

ہماری دینی درسگاہ۔ روزنامہ الفضل

13 دسمبر 2019ء ایک تاریخی دن ٹھہرا جس کی وجہ سے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جماعت پر احسانات کی لڑیوں میں ایک اور خوبصورت اضافہ ہوا۔ اس دن آپ نے ”روزنامہ الفضل“ اخبار کا ”روزنامہ الفضل لندن آن لائن“ کی شکل میں دوبارہ اجراء فرمایا۔ آپ نے اس اخبار کے مقاصد بتاتے ہوئے فرمایا:

”یہ جماعت کا اہم اخبار ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔ اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا، یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہوگا۔ پس یہ اخبار انشاء اللہ بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہوگا۔“ (خصوصی پیغام 13 دسمبر 2019ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت احمدیہ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ”م الفضل اخبار“ 1913ء میں جاری ہوا۔ پھر وقت بدلا، حالات بدلے، زندگی کے قاعدہ و قانون کے تحت بہت کچھ بدل گیا۔ نہیں بدلا تو ”روزنامہ الفضل“ کا عظیم الشان مقام جو آج بھی بے شمار جماعتی اخبارات و رسائل میں نمایاں ہے۔ جماعت احمدیہ کے علم و ادب کے آسمان پر ”روزنامہ الفضل“ ایک جھومر کی سی حیثیت رکھتا ہے جس کا ہر شمارہ روحانی ترقی کا زینہ !! جس کا ہر صفحہ ضیائے خلافت کے حسین رنگ لئے ہوئے !! جس کی ہر سطر دعا ہی دعا !! اور ہر لفظ روشن روشن !!!

”روزنامہ الفضل“ کے سنگ ہم اللہ تعالیٰ اور پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے ارشادات مبارکہ، کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات، پیغامات، ارشادات، ہدایات، درس، کلاسز کے روحانی مادہ سے مستفید ہوتے ہیں بلکہ یہ ہر احمدی کے لئے درس گاہ ہے جس میں وہ دینی تعلیم حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوار سکتا ہے۔“

”روزنامہ الفضل“ خلافت احمدیہ کی آواز ہے۔ ”روزنامہ الفضل“ ایک پاکیزہ شجر ہے جس کے شیریں پھل کئی نسلوں نے کھائے۔ اس کا ایک نمایاں کارنامہ یہ ہے کہ اس نے پوری جماعت کو وحدت، اخوت، اخلاص و وفا اور محبت و یگانگت کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ آج بھی ”روزنامہ الفضل“ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ تاریخ احمدیت کا بنیادی ماخذ ہے یہ اخبار اپنے اندر اتنی اپنائیت سموئے ہوئے ہے کہ افراد جماعت کی خوشی و غمی کی خبریں بھی اس کے توسط سے پتہ چلتی ہیں۔ ”روزنامہ الفضل“ علمی، ادبی، تاریخی، سائنسی، طبی، اقتصادی و جغرافیائی معلومات کا بھی ذخیرہ ہے۔ ”روزنامہ الفضل“ واقعی ”م الفضل“ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں کی راہیں کھولتا ہے۔ خدا تعالیٰ پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت قیادت میں جماعت کو ملک ملک، شہر شہر قریہ قریہ اپنے فضلوں، ترقیوں، کامیابیوں سے نواز رہا ہے۔ اس کے نظارے بھی ہمیں اس اخبار میں روز دیکھنے کو ملتے ہیں۔

”روزنامہ الفضل“ کے اجراء کے پُرسرت موقع پر ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ ہم بھی اب اپنے بچوں کو ”روزنامہ الفضل“ کے طلسم کی اسی ڈور سے باندھ دیں جس میں ہمیں ہمارے بڑوں نے باندھا تھا کہ آج بھی ہم ”م الفضل“ کے اس سحر کے حصار میں ہیں۔

تاکہ ہمارے بچے بھی اس علمی، اخلاقی، تربیتی نہر سے مستفید ہو کر روحانی پاکیزگی حاصل کریں۔

تاکہ اس اخبار کے توسط سے نئی نسل کا نظام خلافت کے ساتھ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

مورخہ 23 فروری 2020ء کو

مسجد دارالسلام ساؤتھ آل یو کے کا افتتاح فرمادیا



سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد دارالسلام ساؤتھ آل یو کے کی تختی کی نقاب کشائی فرمانے کے بعد دعا کرا رہے ہیں

محترم ملک منور احمد جاوید کا خلفاء سلسلہ کے ساتھ گہرا تعلق



DAILY LONDON ALFAZ ONLINE



اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020

info@alfazlonline.org

بقیہ از صفحہ 6-روزنامہ الفضل

عالم روحانی کے لعل وجواہر

الفضل کے لیے کئی بزرگان سلسلہ تعاون فرماتے رہے مگر میں محترم مولانا دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت کا خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ خاکسار نے ادارت سنبھالنے کے چند دن بعد ہی مولانا صاحب سے درخواست کی کہ کالم کا کوئی مستقل سلسلہ شروع فرمائیں۔ تین دن کے بعد محترم مولانا نے عالم روحانی کے لعل وجواہر کے نام سے نصف صفحہ کا ایک کالم شروع کیا جو واقعی اسلامی تاریخ۔ سیرت صلحاء و بزرگان اور احکم اور بدر میں بکھری ہوئی سیرت مسیح موعودؑ اور صحابہؓ کا ایک دلاویز مجموعہ تھا۔ جس کی 600 کے قریب قسطیں شائع ہوئیں ابھی کچھ مواد باقی ہوتا کہ مولوی صاحب باقاعدگی سے مزید بھجوا دیتے اور کبھی بھی یاد دہانی کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی مولوی صاحب کی وفات کے بعد بھی یہ قسطیں شائع ہوتی رہیں ان کو ترتیب دیا جائے تو ایک ضخیم اور دلکش کتاب بن سکتی ہے مولوی صاحب کے دوسرے علمی و تحقیقی مضامین جو کئی قسطوں پر مشتمل تھے جو اس کے علاوہ ہیں۔

صد سالہ جوبلی نمبر کی کہانی

2013ء میں الفضل کی صد سالہ جوبلی منانے کا وقت آگیا اس کے لئے 2011ء میں تیاری شروع کردی گئی تھی تفصیلی سکیم کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ سے منظوری لی گئی۔ روزانہ اخبار نکالنے کے ساتھ ساتھ اس کا کام شروع کیا گیا یہ ایک طویل اور صبر آزما کام تھا اسی محدود عملہ کے ساتھ جوبلی کے شایان شان ضخیم رسالہ تیار کرنا آسان مرحلہ نہ تھا مگر سب نے بھرپور شوق اور محبت سے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ الفضل کی تاریخ اور خدمات کا ہر پہلو سے احاطہ کرنا، جگہ جگہ سے مختلف ملکوں سے اہل علم و قلم حضرات اور شاعروں سے رابطہ کرنا، مواد کی نوک پلک سنوارنا بہت اہم کام تھا پھر یہ احتیاط کہ مضامین میں تکرار نہ ہو۔ کمپوزنگ پروف ریڈنگ پھر اس کی ترتیب یہ سب مراحل خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے طے ہوئے اور بہترین اور تاریخی تصاویر بھی میسر آگئیں۔ کرم منور علی شاہد صاحب کی مدد سے کرم فخرالحق شمس نائب ایڈیٹر الفضل نے لاہور کے بعض ادیبوں اور شاعروں کے اس حوالہ سے انٹرویوز بھی کئے جو اس جوبلی نمبر میں موجود ہیں۔ جب ہم نے جوبلی شمارہ کی سکیم بنائی تو الفضل کے حوالہ سے ایک انعامی تحریری مقابلہ کا انعقاد بھی کرایا گیا جس میں احباب و خواتین نے ذوق و شوق سے حصہ لیا اور بعد میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد ناظر اعلیٰ سے انعامات وصول کئے۔ اس موقع پر جہاں علماء و بزرگان اور مصنفین سے الفضل کے لیے مضمون لکھنے کی درخواست کی گئی وہاں عام احباب جماعت کو بھی یہ عنوان دیا گیا ”میری زندگی میں الفضل کا کردار“ اس عنوان سے ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگوں کو جذبات کے اظہار کا موقع دیا گیا اور انہوں نے الفضل کی برکات کا برملا اعلان کیا یہ سب مضامین خصوصی شمارہ کی زینت ہیں۔ اس میں احباب نے بیان کیا کہ وہ کس طرح بچپن سے الفضل سے منسلک ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ الفضل شروع سے ہر احمدی گھر میں ایک مربی اور معلم کا کردار ادا کر رہا تھا کسی نے اس سے اردو سیکھی۔ کسی نے دینی معلومات بڑھائیں۔ کسی نے حضور کے خطابات پڑھ کر زندگی وقف کی، کسی نے تحریک جدید میں حصہ لیا۔ کسی نے وقف عارضی کی کسی نے اختلافی مسائل سیکھے کسی نے جھگڑے سے توبہ کی، کسی نے سگریٹ نوشی چھوڑ دی تو

تعلق مزید مضبوط ہو۔ روزنامہ ”الفضل“، تو نئی نسل کو نظام خلافت سے جوڑنے کا اہم ترین وسیلہ ہے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیریں اور قیمتی ارشادات مبارکہ پڑھ کر ہم خود بھی ان پر صدق دل سے عمل کریں بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ ہمارے بچے بھی اس کو پڑھیں اور ان کو حرز جان بنا کر آپ کی کامل اطاعت کریں۔ تبھی ہم برکات خلافت حاصل کر سکیں گے۔ تاکہ نئی نسل بھی اس اخبار کے لئے قلمی معاونت کرے۔ علم اور قلم کے ذریعہ دنیا پر حق کے غلبہ کیلئے آگے بڑھے۔ ”روزنامہ الفضل“ اس کے لئے بہترین پلیٹ فارم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ فرمان ہمارے پیش نظر رہے۔

”اس وقت ہم پر قلم کی تلواریں چلائی جاتی ہیں اور اعتراضوں کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بے کار نہ کریں اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی ﷺ کی نبوت کے اثبات کے لیے اپنی قلموں کے نیزوں کو تیز کریں۔“ (ملفوظات جلد اول صفحہ 150)

پس اپنے بچوں کو باقاعدگی سے ”روزنامہ الفضل“ پڑھنے کی عادت ڈالیں تاکہ ان کا کتب سے رشتہ نہ ٹوٹے جو زندہ قوموں کے آگے بڑھنے کے لئے جزو لاینفک ہے۔

ہم ”روزنامہ الفضل“ کے اجراء کے پُرسرت موقع پر اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تہ دل سے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہیں اللہ تعالیٰ اس مخزن العلوم اور عرفان و حکمت کے چشمہ کو ہمیشہ کامیابیوں سے نوازتا رہے۔ اور یہ ہر گھر، آنگن میں روشنی پھیلاتا رہے۔ آمین!

سلام اے اُم جاہد

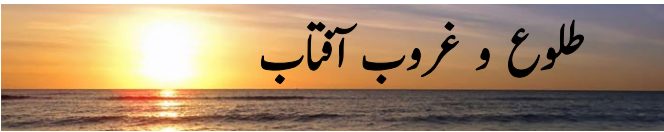
سلام اے اُم جاہد! آپ پر اللہ کی ہو رحمت جو وقفِ نو حسین بچے کو دی تھی خوب تربیت بڑی ہمت سے تنہا چاند سے بچے کو پالا تھا خدا خود حوصلہ دے آپ کو اور صبر کی طاقت خدیجہ! آپ تنہا تو نہیں ہیں ایسے صدے میں ہمیشہ ساتھ ہے اللہ کی تائید اور نصرت بہت سی خوبیاں لے کر وہ اس دنیا میں آیا تھا بہت ہی مختصر پائی تھی جینے کی مگر مہلت بہت تکلیف سے گزرا تھا وہ معصوم سا بچہ عطا کی اس کو مولا نے رضا کی دائمی جنت وہ بے حد نیک تھا اللہ سے زندہ تعلق تھا پیارے آقا نے اس کو دعاؤں سے کیا رخصت دعا ہے احمدی بچے سبھی ہوں چاند اور تارے دعا ہے علم و عرفاں میں ملے سب کو بہت برکت امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

کسی نے نماز شروع کر دی۔ بیرون ملک مبلغین نے لکھا ان کے پاس سلسلہ کی خبروں اور حضور کے پیغامات کا واحد ذریعہ الفضل ہی تھا وہ اس کا ترجمہ کر کے مقامی جماعتوں کو سناتے تھے مضامین سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ الفضل کا حصول آسان نہ تھا کہیں ڈاک خانے والے رکاوٹیں ڈالتے کہیں پھاڑ دیتے کہیں احمدی بچے سکول ٹیچر سے اخبار لیکر گھر جاتے جو ڈاک کا کام بھی کرتا تھا بعض لوگ کئی کئی میل دور سے اخبار وصول کرتے تھے۔

بعض غیر احمدی شرفاء اخبار پڑھ کر احمدیوں کو دیا کرتے تھے ایم ٹی اے کے قیام سے پہلے الفضل ہی اس کا کردار ادا کر رہا تھا کسی کی میز پر الفضل دیکھ کر اس کے احمدی ہونے کا پتہ لگا اور کئی رشتے صرف اس لیے طے پا گئے کہ اس گھر میں الفضل آتا ہے۔ کئی غیر احمدیوں نے اتفاق سے الفضل دیکھا اور اس کا شکار ہو گئے کئی لوگوں نے مخالفت پر کمر باندھی اور دشمنی میں بڑھ گئے کئی احیاءوں نے حضرت مصلح موعودؑ کے خطبات پڑھے اور حضورؑ کو تحسین کے خطوط لکھے ایک بار حضورؑ نے فرمایا کہ میرے پاس جماعتوں تک اپنا پیغام پہنچانے کا واحد ذریعہ الفضل ہے اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؑ نے ہر جماعت میں کم از کم الفضل کا ایک پرچہ پہنچنے کی تحریک فرمائی۔

الفضل کی تقسیم کے لئے ہجرتیں کس طرح بنیں ربوہ کی پہلی ایجنسی کس کے پاس تھی۔ کتنے خریدار تھے کتنا چندہ اکٹھا ہوتا تھا یہ سب باتیں ان میں موجود ہیں۔ الفضل اس زمانہ میں ملکی اور غیر ملکی سیاسی خبریں بھی دیتا تھا اور دوسرے اخبارات سے بے نیاز کر دیتا تھا ان خبروں پر حضرت مصلح موعودؑ کے تبصرے اور ہدایات بھی جاری ہوتی تھیں۔

الحکم اور بدر کو حضرت مسیح موعودؑ کے بازو ہونے کی سعادت حاصل ہے تو الفضل خلافت احمدیہ کی آواز ہے اور اسی کے ساتھ اس کی زندگی وابستہ ہے۔ میرے خیال میں تمام دنیا سے نکلنے والے احمدی رسائل اسی کی مختلف شکلیں ہیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگمؒ نے ایک رویا دیکھا تھا کہ الفضل کا عربی ایڈیشن شروع ہو گیا ہے (الفضل 14 مارچ 1945ء)۔ یہ خواب بھی پورا ہو گا اور اس وقت تو عربی رسالہ التقویٰ کی شکل میں نظر آ رہا ہے۔ اس کے مقدر میں آگے بڑھنا ہی ہے۔ قادیان سے ہوتا ہوا لاہور پہنچا اور پھر ربوہ کو اپنا مسکن بنایا اور اب لندن سے آن لائن کی اڑان بھر رہا ہے۔ کیونکہ یہ مصلح موعودؑ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور ترقی کی منازل طے کرتا چلا آ رہا ہے اور جس سے دنیا کی تمام قومیں برکت پا رہی ہیں۔



طلوع و غروب آفتاب

26 فروری 2020ء	طلوع	غروب
مکہ مکرمہ	05:30	18:23
مدینہ منورہ	05:22	18:31
لندن	05:05	17:37
قادیان	05:38	18:23
ربوہ	05:18	18:03